سوال

(324) خالہ اور بھانجی ایک عقد میں رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا، اس سے اولاد بھی پیدا ہوئی پھر اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیئے بغیر اس کی حقیقی بھانجی سے نکاح رچالیا اور اس سے بھی اولاد پیدا ہوئی، اب خالہ اور بھانجی ایک ساتھ اس کے عقد میں ہیں ۔کتاب وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں، اگر جائز نہیں تو ان میں سے کون سا نکاح باطل ہوگا، نیز ناجائز نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد کے متعلق کیا حکم ہے کیا وہ اپنے باپ کی حقدار ہوگی کیا حقیقی اولادان کے خلاف قانون وراثت کے تحت تمام جائیداد کے وارث ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے ۔ناجائز نکاح کرنے پر اس جوڑے پر کوئی حد نافذ ہوگی اس قسم کا نکاح پڑھنے والے اور اس پر گواہ بننے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال واضح ہو کہ وہ نکاح جو شرع کے عین مطابق ہو اور جملہ ارکان وشرائط کی پابندی کے ساتھ بلا کسی شرعی مانع کے منعقد ہوا ہو نکاح صحیح کہلائے گا ۔شریعت میں چار قسم کے ایسے موانع ہیں جن کی موجودگی میں نکاح کالعدم ہوتا ہے ۔

1۔ نسبی: اس سے مراد وہ موانع ہیں جو خون کے رشتہ سے پیدا ہوئے ہوں، مثلاً: ماں، بیٹی، بہن اور خالہ وغیرہ ۔

2۔ رضاعی: اس سے مراد وہ موانع ہیں جو کسی اجنبی عورت کا دودھ پینے کی بنا پر پیدا ہوئے ہوں، مثلاً: رضاعی بہن وغیرہ ۔

3۔ ازدواجی: اس سے مراد وہ موانع ہیں جو کسی سے نکاح کی بنا پر پیدا ہوئے، مثلاً: بیوی کی ماں وغیرہ ۔

4۔ سببی: اس سے مراد وہ موانع ہیں جو مختلف اسباب کی بنا پر پیدا ہوئے ہوں، مثلاً: دوران عدت نکاح کرنا ۔

اس موخر الذکر موانع کی متعدد صورتیں ہیں ۔ان میں سبب امتناع کے دور ہونے تک نکاح کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً: کسی دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کرنا حرام ہے ۔جب سبب امتناع ختم ہوجائے تو نکاح کیا جاسکتا ہے، یعنی جب عورت کا خاوند فوت ہوجائے یا وہ اسے طلاق دیدے تو عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کیا جاسکتا ہے کیونکہ سبب امتناع ختم ہوچکا ہے اس تفصیل کے بعد جب ہم صورت مسئولہ کا جائزہ لیتے ہیں تو اس نکاح ثانی میں سبب امتناع موجود ہے وہ یہ کہ خالہ کی موجودگی میں بھانجی سے نکاح نہیں ہوسکتا، چنانچہ حدیث میں ہے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کی موجودگی میں اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ سے نکاح کرنا ممنوع قرار دیا ہے۔ [صحیح بخاری ،النکاح:۵۱۰۸]

نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بھانجی اور خالہ، نیز بھتیجی اور پھوپھی کو بیک وقت نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا۔'' [صحیح بخاری،النکاح:۵۱۰۹]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم امتناعی تقریباً پندرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور خوارج کے ایک گروہ کے علاوہ اس قسم کے نکاح کے حرام ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔ [فتح الباری، ص:۲۰۲،ج۹]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان ہے کہ اگر تم نے ایسا نکاح کیا تو قطع رحمی کے مرتکب ہوں گے۔ [صحیح ابن حبان، ص:۱۶۶،ج۶حدیث:۴۱۰۴]

فقہائے امت نے اس قسم کے نکاح کے متعلق تین صورتیں بیان کی ہیں۔

1۔ اگر خالہ اور بھانجی سے بیک وقت نکاح کیا گیا ہے تو دونوں نکاح باطل ہیں کیونکہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو درست قرار دینے کی کوئی وجہ ترجیح موجود نہیں، جیسا کہ کسی عورت کا بیک وقت دو آدمیوں سے نکاح کردیا جائے، اس صورت میں کسی سے بھی نکاح درست نہیں ہوگا۔

2۔ اگر ایک سے پہلے اور دوسری سے بعد میں نکاح ہوا ہے تو پہلا نکاح صحیح ہوگا کیونکہ اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور دوسرا نکاح باطل ہوگا کیونکہ اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں بلکہ ناجائز ہونے کی دلیل موجود ہے کہ پہلے نکاح کی موجودگی میں دوسرا نکاح شرعاً جائز ہی نہیں اور دوسرا نکاح صرف اس صورت میں صحیح ہوسکتا تھا کہ پہلے نکاح کو ختم کیا جاتا اور پہلی بیوی اپنی عدت گزار لیتی جبکہ ایسا نہیں ہوا تو دوسرا نکاح سرے سے باطل ہوگا۔

3۔ دونوں نکاح یکے بعد دیگرے ہوئے ہوں لیکن اب معلوم نہیں پہلے کس سے ہوا اور بعد میں کس کو اپنے عقد میں لایا گیا، اس صورت میں بھی دونوں کو اپنے سے الگ کرنا ہوگا۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ ایک کو اپنے سے الگ کرکے دوسری سے تجدید نکاح کرے تو یہ اس کی صوابدید پر موقوف ہے اس کی تین صورتیں ممکن ہیں۔

(الف) نکاح کے بعد ان میں سے کسی کے ساتھ ابھی مباشرت کی نوبت نہیں آئی تو اس صورت میں ایک الگ کرکے اسی وقت دوسری سے نکاح کرسکتا ہے۔

(ب) اگر ان میں سے ایک کے ساتھ دخول کرچکا ہے اور اسے ہی اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو جسے ابھی تک چھوا نہیں اسے ایک طلاق دے کر فارغ کردے اور دوسری سے عدت گزرنے کے بعد نکاح کرے۔

(ج) اگر دونوں سے خلوت کرچکا ہے تو دونوں کو اپنے سے الگ کردے۔ جب ان کی عدت گزر جائے تو جس سے چاہے نکاح کرے اگر کسی سے نکاح نہیں کرنا چاہتا تو بعد از عدت دونوں آزاد ہیں۔ وہ جس سے چاہیں نکاح کرلیں واضح رہے کہ اگر ان دونوں سے اولاد بھی ہوچکی ہے تو اولاد کی نسبت اسی کی طرف ہوگی کیونکہ نکاح صحیح ہے یا فاسد، دونوں صورتوں میں نسب کا الحاق اسی سے ہوگا۔ [مغنی ابن قدامہ، ص:۵۳۴،ج۹]

اس تفصیل کے بعد ہم جب صورت مسئولہ کا جائزہ لیتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے پہلے خالہ سے نکاح کیا اور اس سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور یہ نکاح صحیح ہے اور اولاد بھی اسی کی ہے اس کے بعد دوسرا نکاح پہلی بیوی کی بھانجی سے کیا گیا جو شرعاً ناجائز ہے، جیسا کہ احادیث بالا سے واضح ہے چونکہ دوسری بیوی سے اولاد ہوچکی ہے۔ اس اولاد کی شرعی حیثیت کیا ہے اب دیکھنا ہوگا کہ دوسری سے نکاح کرتے وقت اس کی ذہنی کیفیت کیا تھی؟ اگر اس کی حرمت کو جانتے ہوئے دیدہ و دانستہ دوسرا نکاح کیا ہے تو اس صورت میں اولاد کی نسبت صرف ماں کی طرف ہوگی۔ باپ کی طرف سے انہیں منسوب نہیں کیا جائے گا اور یہ دونوں بدکاری کے مرتکب ہوئے ہیں۔ مرد چونکہ شادی شدہ ہے اسے رجم کی سزا دی جائے اور جس سے نکاح کیا گیا ہے اسے سو کوڑے لگائے جائیں کیونکہ وہ پہلے سے شوہر دیدہ نہیں ہے۔ زنا کی سزا دینا حکومت کا کام ہے ہم قانون کو ہاتھ میں لے کر

انھیں سزا دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ وہ ازخود یا بذریعہ قانون ایک دوسرے سے الگ ہوجائیں، ہمیں چاہیے کہ ایسے لوگوں سے مکمل بائیکاٹ کریں اور کسی قسم کے تعلق سے کلی طور پر اجتناب کریں۔ اگر اس نے دوسرا نکاح جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے کیا ہے تو بھی فوراًان کے درمیان علیحدگی کرادی جائے۔ البتہ اس صورت میں اولاد کی نسبت نکاح کرنے والے کی طرف ہوگی کیونکہ نکاح فاسد اور وطی بالشبہ کو بھی ثبوت نسب کے لئے حجت قرار دیا گیا ہے۔ شرع اسلام میں بچے کو صحیح النسب قرار دینے کی انتہائی کوشش کی گئی ہے تاکہ معاشرہ میں انتشار اور بداخلاقی نہ پھیلے۔ صورت مسئولہ میں اٹھائے گئے سوالات کا ترتیب وار جواب حسب ذیل ہے۔

1۔ اس آدمی نے جو دوسرا عقد کیا ہے وہ کسی صورت میں جائز نہیں۔ واضح رہے کہ اس نکاح کی حرمت ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔

2۔ دوسرا نکاح باطل ہے کیونکہ خالہ اور بھانجی کو جمع کرنے کا سبب عقد ثانی ہے، پہلا نکاح صحیح ہے کیونکہ اس میں صحت کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں اور اسے حرام قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

3۔ دوسری سے نکاح کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوئی ہے اس کی دو صورتیں ہیں اگر لاعلمی میں ایسا ہوا ہے تو پیدا ہونے والی اولاد صحیح النسب ہوگی اگر اس کی حرمت کا علم تھا اس کے باوجود نکاح کیا ہے تو بدکاری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد صرف ماں کی طرف سے منسوب ہوگی۔ آدمی سے اس کا کوئی رشتہ نہیں ہے دونوں صورتوں میں ان کے درمیان علیحدگی کرانا ضروری ہے۔

4۔ دوسری سے پیدا ہونے والی اولاد وراثت کی حق دار نہیں ہوگی اور نہ ہی منکوحہ اور ناکح کے درمیان وراثت کا سلسلہ چلے گا بلکہ پیدا ہونے والی اولاد کو صرف ماں کی طرف سے وراثت ملے گی، بشرطیکہ نکاح کے وقت انہیں اس کی حرمت کا علم تھا۔

5۔ حقیقی اولاد: اس ناجائز اولاد کے خلاف قانون وراثت کے تحت تمام جائیداد کے وارث ہونے کا دعویٰ کرسکتی ہے۔ واضح رہے کہ ہمارے ملک کے عائلی قوانین میں انہیں ناجائز قرار دینے کا کوئی قانون نہیں ہے۔

6۔ ناجائز نکاح کرنے پر اس جوڑے پر حد لگائی جاسکتی ہے جس کی تفصیل گزشتہ سطور میں بیان کردی گئی ہے لیکن حد لگانا اسلامی حکومت کا کام ہے، ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

7۔ ہم لوگ عام طور پر نکاح پڑھنے والے اور اس پر گواہی دینے والوں کو قابل گردن زدنی قرار دیتے ہیں حالانکہ ان ''بے چاروں'' کو صحیح صورت حال سے آگاہ ہی نہیں کیا جاتا۔ خود راقم کے ساتھ ایسا ہوا کہ ایک نکاح پڑھایا گیا اور بتایا گیا کہ لڑکی کنواری ہے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ لڑکی شادی شدہ تھی اور پہلے خاوند سے طلاق بھی نہیں لی گئی تھی ایسے حالات میں نکاح خواں کا کیا قصور ہے، ہاں، اگر اس نے جانتے بوجھتے ہوئے یہ نکاح پڑھایا تو نکاح خواں بھی جرم میں برابر کا شریک ہے۔ اسی طرح گواہوں کا معاملہ ہے۔ ایسا کرنے کے باوجود ان کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نکاح ختم ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خاوند طلاق دے یا وہ دین اسلام سے برگشتہ ہوجائے۔ مذکورہ صورت میں کوئی ایسا کام نہیں ہوا جس کی بنا پر نکاح خواں یا گواہوں کے نکاح کو کالعدم قرار دیا جائے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:339